ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.3,Issue No.4(2021)
(July to September)

امیر عجم کی ناول نگاری (مقامیت اور محبت کے تناظر میں)

Amir Ajam's novel writing (in the context of locality and love)

مدیحہ نعیم
ایم۔ایس سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور
ڈاکٹر سائرہ ارشاد
لیکچرر، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی، بہاول پور

Abstract:

AmeerAjam is the President of the eminent High Court of Bahawalpur City. There is a magnetic pull in his personality. Which has the full potentialto attract people.He is a loving person and believes in helping others.He has many secrets hidden in his personality.As a novelist in Urdu literature, he has made a name for himself.Locality (concept of soil and love) is prominent in the novels.Love of soil is ingrained in human blood. It is a fact that no matter where one goes in the world, one finds peace in one's own soil. Love for one's soil is man's first priority. Sometimes a person does not even refrain from sacrificing his life for the sake of his soil. Whether it is love for a human being or an inanimate object, this is the hallmark of his art. During the study, the reader feels a feeling of true love rising from his soil.It is this quality that sets them apart from others in that they present themselves in their writings as they feel.Step by step in his writings, he continues to reveal himself to the reader.His writings are the total capital of his life and for this reason he will live forever in Urdu literature.

Key words: Magnetic pull, loving person, Locality, ingrained, sake of his soil, sacrificing, inanimate object, hallmark, reveal.

امیر عجم بہاول پور شہر کے نامور ہائی کورٹ کے صدر ہیں۔ان کی شخصیت میں ایک مقناطیسی کشش ہے۔جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔اردو ادب میں بحیثیت ناول نگار انھوں نے اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے۔مقامیت اور محبت چاہے انسان سے ہو یا بے جان شے سے یہ امیر عجم کے ناولوں کی نمایاں خوبی ہے۔دورانِ مطالعہ قاری اپنے اندر اپنی مٹی سے سچی محبت جیسے جذبات کو ابھرتے ہوئے محسوس کرتا ہے۔یہی خاصیت امیر عجم کو دوسروں سے ممتاز بناتی ہے کہ وہ جیسا محسوس کرتے ہیں اپنی تحریروں میں پیش کر دیتے ہیں۔ان نالوں ں میں مقامیت اور محبت جیسے آفاقی جذبے کی بدولت امیر عجم اردو ادب میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔امیر عجم شہر بہاول پور (ہائی کورٹ) کے نامور صدر ہیں۔وہ اپنی ناول نگاری کی بدولت الگ پہچان رکھتے ہیں جب کہ دورانِ مطالعہ قارئین کرام پر اپنی ذات کے مختلف پہلوؤں کو منکشف کرتے چلے جاتے ہیں۔ان کی تحریروں کا بنیادی موضوع مقامیت (مٹی اور محبت کا تصور) ہے۔

پردیس میں انسان کو چاہے دنیا کی جدید سے جدید تر اور زندگی کو سہل کر دینے والی سہولیات ہی کیوں نہ میسر ہوں اسے اپنے وطن اور اپنے گاؤں کے کچے کوٹھے، ٹوٹی ہوئی کھڑکیاں اور دروازے، مٹی سے لیپا ہوا صحن ہی سکون دیتا ہے۔ پردیس کے سنگ مرمر پر پھسلتے پھسلتے جب انسان اپنی مٹی پر قدم رکھتا ہے تو اس کو زیست کی حقیقی طمانیت کا احساس ہوتا ہے۔

"مغربی دنیا میں ناول سے وہ طویل خیالی قصہ مراد ہوتا ہے جو نثر میں لکھا جائے اور ایسی خیالی دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے پیش کرے کہ اس پر حقیقت کا گمان ہو۔"(۱)

"سرد معبد" کی کہانی اپنی مٹی اور اپنے وطن کو چھوڑ کر انجان پردیس میں بس جانے کی ہے۔ انسان چاہے کسی بھی غرض کے لیے اپنی مٹی کو چھوڑ کر جائے اسے سکون اپنی مٹی میں ہی ملتا ہے۔ شہر بہاول پور نوابوں کا شہر ہے جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو ایک بار یہاں آجائے وہ واپس نہیں جاسکتا، اگر وہ واپس چلا بھی جائے تو اپنا دل اسی شہر میں چھوڑ کر روتے ہوئے جاتا ہے۔:

"اس شہر میں ایک عجیب مقناطیسیت ہے اور جس کا دل ایک بار یہاں لگ جائے وہ

پھر کہیں اور نہیں رہ سکتا۔ اس شہر میں قوسِ قزح کے ساتوں رنگ موجود ہیں۔"(۲)

رزق حلال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت و رحمت ہے۔ جو سب پر بارش کے ننھے منھے قطروں کی طرح برستی رہتی ہے۔ حلال رزق کھانے اور کمانے والوں کا باطن ہمیشہ نیکی کرنے پر ابھارتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ رزق حلال کی ریاضت بھی جنت کے راستوں میں سے ایک ہے۔ رزق حلال کے حوالے سے ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو-:

"ہم تو روز کما کر روز کھانے والے لوگ ہیں۔ ہمارے لیے تو اتنا پیسہ کافی ہے جس سے آج گزر جائے اور اگلے دن اللہ کے نام سے قدم خود بخود رزق حلال کی طرف اٹھ جائیں۔ ہمیں زیادہ پیسے کی کبھی بھی خواہش نہیں ہوئی۔ ہم اس غربت میں بھی بھلے ہیں کہ ہمارے پاس بزرگوں کی دی ہوئی عزت اور غیرت جیسی نعمتیں ابھی بھی موجود ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمارے منہ کو کائنات کا سب سے خوبصورت ذائقہ رزقِ حلال لگ گیا ہے۔۔۔۔۔۔ یاد رکھنا پتر! سکون صرف اسی دل کو نصیب ہوتا ہے جو رزقِ حلال کی توانائی سے دھڑکتا ہے۔"(۳)

مقامیت کی اصطلاح اردو ادب کے لیے کبھی بھی نامانوس نہیں رہی۔ مقامیت ایک علاقے یا جگہ پر رہنے والے لوگوں کی نفسیات، ان کے رویے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت، رہن سہن کے طریقے، محبت، وطن پرستی اور ایسے ہی دیگر جذبات پر مشتمل ہے۔ دراصل کسی مخصوص علاقے میں رہنے والے لوگوں کے جذبات واحساسات اور ان کے رویے مقامیت کا لازمی جزو ہیں کہ وہ مختلف موقعوں پر کس طرح اظہارِ خیال کرتے ہیں۔

"میں بچپن سے ہی اکیلے رہنے کا عادی ہوں۔ بہت سے لوگوں میں رہتے ہوئے بھی تنہا

محسوس کرنے سے تو بہتر ہے کہ انسان واقعی تنہا رہے۔ پھر تنہائی میں ہی تو انسان خود
کو دریافت کرتا ہے۔"(۴)

ناول کا ایک کردار ڈاکٹر عمل خوبصورت شخصیت کی مالک ہے۔ جو خواب اور زندگی کے حوالے سے دوسروں کے مقابلے میں الگ نظریات رکھتی ہے۔ خواب کے حوالے سے اان کا ایک واضح تصور ہے کہ جو کسی دوسرے کے لیے خواب دیکھنے والے لوگوں کے دل بہت نازک ہوتے ہیں۔ ان میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ یہ اپنے خواب ٹوٹتے ہوئے دیکھ سکیں۔ بڑا کٹھن راستہ ہوتا ہے جسے یہ لوگ چل کر طے کرتے ہیں اور اپنے خوابوں کی ڈور تھامے اتنی دور نکل جاتے ہیں کہ ان کی واپسی بہت مشکل ہوتی ہے۔

"ناول کا موضوع ایسے حالات و واقعات ہیں جو روزانہ ہماری زندگی میں پیش آتے ہیں۔ ایسے واقعات جن سے
زندگی کے ہر موڑ پر ہمیں یا ہمارے دوستوں کو واسطہ پڑتا ہے۔ خوشی کے حالات اور واقعات ہوں یا یاس انگیز
اور حزن آفریں حالات، لیکن جنہیں ہم دیکھتے ہی پہچان لیں وہی ناول کا موضوع بن سکتے ہیں۔"(۵)

ماہر نفسیات کی کسی بھی معاشرے میں بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے اور یہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو ٹوٹے ہوئے معاشرے کی تعمیر اور دوسری ایک نئے مضبوط معاشرے کی بنیاد۔ ہم لوگ بچوں کی تربیت نفسیاتی اصولوں کے مطابق بہتر انداز میں کر کے ملک کو ایک اچھا معاشرہ دے سکتے ہیں۔ ماہرینِ نفسیات انسانی رویوں کو سمجھنے اور ان کی تشریح کرنے کے لیے مختلف طریقہ ہائے کار استعمال کرتے ہیں۔ علم نفسیات رویوں اور شعوری عمل کے علم کا نام قرار دیا جاتا ہے۔ اس میں رویوں سے مراد انسان کے قابلِ مشاہدہ عمل اور ردِ عمل ہے جب کہ شعوری عمل سے ماہرینِ نفسیات ذہنی صلاحیت کا ہر پہلو مراد لیتے ہیں جیسے ہمارے خیالات، یادداشتیں، ہم کیسے سوچتے ہیں اور کیسے فیصلے کرتے ہیں وغیرہ معاشی مسائل بھی کسی مخصوص علاقے میں رہنے والے لوگوں کے عکاس ہوتے ہیں۔ ایک خاص جگہ پر رہنے والوں کے مسائل بھی ایک جیسے ہوتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے مختلف ادوار میں گزرنے والی مختلف اقوام کے معاشی حالات مختلف رہے ہیں۔ معاشیات ایک ایسا زہریلا تریاق ہے جو انسان کو اندر ہی اندر سے مار دیتا ہے۔ جس کا اثر انسان کے رویے پر بھی پڑتا ہے۔

"مغربی تہذیب اس وقت دنیا کی سب سے بڑی قوت ہے اور اس کا جو پھیلاؤ ہے وہ کسی پچھلی تہذیب کو
نصیب نہیں ہوا۔"(۵)

"قُم گو تم" ایک انقلابی ذہن کی کہانی ہے، جو خود کو دنیا کا داعی سمجھتا ہے اور دنیا میں انقلاب لانا چاہتا ہے۔ متوسط طبقے کو خوشحال بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ محبت پر روٹی کو فوقیت دیتا ہے۔ کارل مارکس کے نظریات سے متاثر ہے۔

"ہماری تنظیم معاشرے میں مساوی معاشی نظام قائم کرنا چاہتی ہے۔ ہم مزدور کے ہاتھ استحصالی
قوتوں کی زنجیروں سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ ویسے تو ہماری تنظیم بہت خفیہ ہے مگر ہمیں یقین ہے
کہ اسی سال کے آخر میں ہم حکومت کا تختہ اُلٹ دیں گے۔"(۶)

ثقافت کسی بھی قوم کی بنیادی اکائی ہے۔ ثقافت کے بغیر کوئی بھی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ ثقافت ایک اصطلاح ہے جو انسانی معاشروں میں پائے جانے والے سماجی رویے اور اصولوں کے ساتھ ساتھ ان گروہوں کے افراد کے علم، عقائد، فنون، قوانین، رسم ورواج، صلاحیتوں اور عادات پر مشتمل ہے۔ ای۔ بی۔ ٹیلر کے نزدیک ثقافت سے مراد وہ علم، فن، اخلاقیات، قانون، رسوم ورواج، عادات، خصلتیں اور صلاحیتوں کا مجموعہ ہے جو کوئی اس حیثیت سے حاصل کر سکتا ہے کہ وہ معاشرہ کا ایک رکن ہے۔:

"یاد رکھنا جس دن جو قوم اپنا لباس، زبان اور رواج چھوڑ دیتی ہے وہ اسی دن مٹ جاتی ہے۔"(۷)

مشرق و مغرب کی ثقافت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ثقافت کسی بھی قوم کی پہچان ہوتی ہے۔ امیر عجم نے اس فرق کو بڑی باریک بینی سے بیان کیا ہے۔ محبت کائنات کا سب سے خوبصورت احساس ہے، جو قدرت کی طرف سے انسان کو ودیعت کیا گیا ہے۔ محبت جیسا احساس جس کے دل میں پیدا ہو جائے وہ محبوب کے لیے کوئی کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے، جو انسان محبت کے بارے میں جان لیتا ہے پھر وہ اس کائنات اور اللہ سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔ اپنی مٹی سے محبت ایک لازوال جذبہ ہے۔ وطن سے محبت کا جذبہ ہر انسان کے دل میں موجزن ہے۔ اپنی مٹی سے وفا خون میں شامل ہے۔ امیر عجم نے اپنے ناول میں وطن سے محبت کے جذبے کو گہرائی اور باریک بینی سے پیش کیا ہے۔:

"یہ ہاتھ ہر لمحہ اپنی مٹی کا لمس محسوس کرنے کے عادی تھے۔ محبت چھونے کی حس سے ماورا ہوتی ہے
مگر مٹی کو چھونے کی لگن ضرور محبت کہلاتی ہے۔"(۸)

محبت دیپک راگ کی مانند ہوتی ہے۔ جس کے لیے نائیک تو کہتا ہے کہ اسے شام کو الاپنا مگر محبتوں میں صبر انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ پھر وہ چاہے بھیگی رات میں گائے یا سنہری صبح میں، لو میں جلنا اس کا مقدر ہوتا ہے۔ جس طرح سونا آگ میں ہی جل کر کندن بنتا ہے اسی طرح آدمی کا اندر بھی آزمائش کی گھڑی میں کھل کر سامنے آتا ہے۔ تب ہی اس کا رنگ نکھرتا ہے۔ اسی حوالے سے ایک اور اقتباس دیکھیے:-

"انسان کی اپنی مٹی وہی ہوتی ہے جس پر اس کی روح کو اتارا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس
انسان کو مرنے کے بعد اپنے وطن کی مٹی نصیب نہیں ہوتی، اسکی روح ہمیشہ بھٹکتی رہتی ہے۔"(۹)

محبت کائنات کی آفاقی سچائی اور الوہی جذبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی بنیاد محبت پر رکھی ہے۔ انسان کا خمیر محبت اور خلوص سے گوندھا گیا ہے۔ یہ انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ انسان کی انسان سے محبت ایک انمول جذبہ ہے۔ جسے بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

جب جذبوں کو جتایا جانے لگے تو وہ اپنی روح کھو دیتے ہیں۔ محبت تو خود کو بھلانا سکھاتی ہے۔ محبت "چاہے حقیقی
ہو یا مجازی، اس میں انسان کی اپنی ذات کا تصور مٹ جاتا ہے۔ محبت سب سے پہلے انسان کو قتل کرتی
ہے۔(۱۰)

عشنا ایک خوبصورت نازک اندام سی فرانسیسی لڑکی ہے۔ مضبوط اعصاب کی مالک ہے۔ محبت کے حوالے سے ایک واضح تصور رکھتی ہے۔ محبت میں ٹھکرائے جانے کے بعد بڑے ہی تلخ انداز میں گویا ہوئی کہ اس کے خوابوں میں محبوب کے رنگ مہکا کریں گے۔ جس دن یہ رنگ پھیکے پڑنے لگے تو وہ اس دن پورے پیرس کو الٹ پلٹ دے گی۔ مقامیت کا ایک لازمی جزو زبان بھی ہے۔ زبان الفاظ کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ زبان کے بغیر زندگی ناگزیر ہے۔ یہ زبان ہی ہے جس کے ذریعے ہم اپنے محسوسات دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ زبان ابلاغ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ امیر عجم کو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ ایک سے زائد زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں۔

فرانسیسی زبان کی مثال:

آمور۔ بیاں۔ آمور

ژہ کنوواکہ چواے بیان

پنجابی زبان کی مثال:

سارا پنڈ کھا کھا کر آپھر گیا تھا۔ تو آجاتا تو چکھ لیتا

دُھر فٹے منہ تیرا

انگریزی زبان کی مثال:

Spare the stick and spoil the child.

امیر عجم ایک پُراسرار شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ بہاول پور ہائی کورٹ کے صدر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عمدہ ناول نگار بھی ہیں۔ مقامیت ان کا بنیادی موضوع ہے۔ ایک مخصوص علاقے میں رہنے والے لوگوں کی زبان، ان کے جذبات و احساسات، ان کی روایات، معاشی و سماجی صورت حال کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ منفرد تخلیقات کی بدولت وہ اپنی ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔ مٹی اور محبت جیسے موضوعات کو اتنے دلفریب انداز میں بیان کیا ہے کہ جس کا بیان بھی ناممکن ہے۔ وہ ایک سچے محبّ وطن ہیں جس کی جھلک ان کی تحریروں میں نمایاں ہے۔ ان کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ وہ ایک سے زائد زبانوں پر نہ صرف دسترس رکھتے ہیں بلکہ زبان کو مختلف موقع محل کے حساب سے استعمال کرنا بھی جانتے ہیں۔ یہی ان کے فن کی نمایاں خوبی ہے۔ ان کے ناول فنی پختگی کا عمدہ منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہ کہنا بجا نہ ہو گا کہ وہ اپنے فن کی بدولت اردو ادب کی دنیا میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، اردو ناول کی تاریخ و تنقید، ص ۱۰

۲۔ امیر عجم "سرد معبد"، (لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء)، ص: ۱۳

۳۔ ایضاً، ص: ۲۴

۴۔ ایضاً، ص: ۷۶

۵۔ ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر، "ناول فنی نقطہ نظر سے"، مشمولہ، فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "اُردو نثر کا فنی ارتقاء"، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۷۷۔

۶۔ محمد مجیب، "دنیا کی تاریخ" (کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۰۵ء) ص ۱۴۶

۷۔ امیر عجم "قُم گو تم"، (لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء)، ص: ۱۶۵

۸۔ ایضاً، ص: ۱۹۲

۹۔ امیر عجم "سرد معبد"، ص: ۲۰

۱۰۔ ایضاً، ص: ۱۴۹

۱۱۔ ایضاً، ص: ۸۲